محمد اسحاق بھٹی

ایک فقہی مخطوطہ
فتاویٰ قراخانی

(۲)

مضمون کی پہلی قسط "المعارف" کے اکتوبر کے شمارہ میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں فتاویٰ قراخانی کے انڈیا آفس لائبریری اور ایشیاٹک سوسائٹی کے نسخوں کا ذکر ہے۔ اب چند سطور میں اس کے ان نسخوں کے بارے میں عرض کیا جائے گا، جو دیگر کتب خانوں اور لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد کا نسخہ

اس فتاویٰ کے دو نسخے آصفیہ کتب خانہ حیدر آباد (دکن) میں ہیں۔ ایک نسخے کا نمبر ۲۰۱ ہے۔ اس کے آغاز میں خطبہ و تمہید ہے جو کتاب کی ترتیب وغیرہ پر مشتمل ہے لیکن سال تحریر اور کاتب کا نام درج نہیں، البتہ ورق اول پر تاریخ خرید ۱۲۷۲ھ مرقوم ہے۔ نیز اسی ورق پر ایک مہر ثبت ہے جس میں "خواجہ عبداللہ مرید بادشاہ عالمگیر سال ۱۱۱۲ھ" کے الفاظ ہیں۔ اس مہر سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۱۱۲ھ سے قبل کا تحریر شدہ ہے۔

دوسرے نسخے کا نمبر ۵۷ ہے، اس کے شروع میں خطبہ یا تمہید نہیں ہے۔ اس نسخے کا آغاز "فصل فی بیان فرضیت وضوء" سے ہوتا ہے۔ اس پر بھی کاتب اور سال کتابت مرقوم نہیں۔ کل ورق ۳۰۵ اور سطور فی صفحہ ۱۹ ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ کی فہرست میں اس کا ذکر "فتاویٰ قراخانی" کے نام سے کیا گیا ہے[1]

پنجاب پبلک لائبریری کا نسخہ

اس فتاویٰ کا ایک نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں ہے۔ جس کا تعارف ذیل میں کرایا جاتا ہے۔ اس

---

[1] فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن حصہ دوم ص ۱۴۱۲، ۱۴۲۷۔

کے بعد اس مخطوطہ کے مندرجات و مشمولات کی ایک جھلک پیش کی جائے گی جس سے اس کی فقہی اہمیت کا اندازہ ہو سکے گا۔[۵]

پنجاب پبلک لائبریری کا مخطوطہ

"۳۵، ۱۲۹۷ ——— صدر

حجم: ۳۶۹ اوراق۔ تقطیع $6\frac{1}{2}" \times \frac{3}{4}$ ۱۰ = ۱۹ تا ۲۷ سطری، بخط نسخ عبوری۔ تالیف ملا صدر الدین بن یعقوب [نجمی] یکے از علمائے عہد فیروز شاہ خلجی (۶۸۸ھ - ۶۹۵ھ) مرتبہ قراخان (یکے از علمائے عہد علاء الدین خلجی)۔ مؤلف کے بارے میں صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ سلطان فیروز شاہ کے مداحین میں سے تھے۔ یہ کتاب فتاویٰ کا ایک قابل قدر اور نادر روزگار مجموعہ ہے جس میں مسائل شرعیہ کو مسلک حنفی کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب ملا صدر الدین کی وفات کے بعد قراخان نے سلطان جلال الدین فیروز شاہ کے بھتیجے سلطان علاء الدین کے عہد (۶۹۵ھ - ۷۱۶ھ یا ۷۱۵ھ) میں کی۔ انڈیا آفس لائبریری کے فارسی مخطوطات کے مرتب ہیرمین ایتھے نے کتاب فتاویٰ قراخان کا ذکر تحت شمارہ ۲۹۷۱ کیا ہے۔ بظاہر ان کا بیان کردہ نسخہ ناقص الاول ہے کیونکہ وہ کتاب البیوع سے شروع ہوتا ہے۔ غالباً ایتھے اس کتاب کا حجم صرف اسی قدر خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس سے پہلے کے ابواب و فصول کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ مؤلف کا نام اور سال تالیف بتایا ہے۔

مرتب نے مضامین کو عام کتب فقہ حنفیہ کی ترتیب کے مطابق کتاب الطہارت سے شروع کیا ہے۔ ہر جز کو کتاب سے تعبیر کیا ہے جس کے تحت مختلف ابواب اور متعدد فصول ہیں۔ خاتمہ مسائل فرائض پر ہے۔

ورق ۲ پر ایک فہرست مضامین بقید صفحات شامل ہے۔

(مقدمہ کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے)

---

[۴] غلطی سے مضمون کی پہلی قسط میں اس مخطوطہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مقدمہ کتاب میں "فیروز سلطان" کے ساتھ "تغلق" کا لفظ بھی لکھا گیا جو مقدمہ کتاب میں نہیں ہے۔ مقدمہ میں نہ "تغلق" کا لفظ ہے نہ "خلجی" کا۔ صرف "فیروز سلطان" مرقوم ہے۔

[۵] یہاں حاشیہ میں قاموس المشاہیر ج ۲، ص ۲۷ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

آغاز مقدمہ

"حمد و سپاس و ثنا رب بے قیاس مر عالم مطلق و ملیک بر حق تقدست اسماء ہ و تعالیٰ کبریاء ہ"

اس مقدمہ کا کچھ حصہ (آخر) مفقود ہے۔

مسائل فقہیہ کو "استفتاء" اور "جواب" کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

مطبوعہ نسخہ ناپید ہے۔ یہ مخطوطہ نوادر کتب میں سے ہے۔ تاریخ تحریر درج نہیں۔ قیاس ہے، اوائل صدی دوازدہم ہجری کا مکتوبہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

صفحہ الف[۱] پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرامین درباب کفار و ذمیان درج ہیں جو بظاہر خارج از کتاب اور غیر مستند ہیں۔ صفحہ الف[۲] پر ایک مہر کا نقش ہے۔ "عبد المومن المفتی ملا صلاح البخاری[۵۴]"

اس مخطوطہ کے مصنف اور مرتب کے بارے میں قاموس المشاہیر کے الفاظ یہ ہیں:

"صدر الدین بن یعقوب ملا، فارسی زبان میں فتوؤں کا ایک مجموعہ جس کا نام "فتاوائے قراخان" ہے ان کی تصنیف ہے، جس کو قراخان نے ان کی وفات کے بعد سلطان علاء الدین کے زمانے میں ترتیب دیا تھا۔[۵۵]"

مصنف و مرتب اور ان کا عہد

فہرست کتب کے بعض مجموعوں کے بیان کے مطابق (جیسا کہ گذشتہ سطور میں عرض کیا گیا) اس مخطوطہ کے مصنف کا نام مولانا صدر الدین یعقوب مظفر کرمانی ہے اور ان کی وفات کے بعد اس کو موجودہ شکل میں ترتیب دینے والا قبول قراخان ہے۔ اس کا مقدمہ بھی اسی نے لکھا مگر مقدمہ میں مصنف کا نام مولانا صدر الملت والدین یعقوب مظفر کرامی "مرقوم ہے اور مرتب و مقدمہ نویس نے اپنا نام "قبول قرآن خاں" تحریر کیا ہے۔ علاوہ ازیں "المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ" (فتاوی بوبکانی) میں[۵۶] متعدد مقامات پر اس کے حوالے دیے گئے ہیں اور ہر جگہ "فتاوی قرآخوانیہ" لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ کتابت کی غلطی ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو کیٹلاگ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال اور بعض دیگر مجموعہائے کتب میں

---

۵۴ مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور۔ مرتبہ منظور احسن عباسی مطبوعہ ۱۹۶۳ء، ص ۷۷ و ۷۸۔

۵۵ قاموس المشاہیر جلد دوم، ص ۲۷

۵۶ شائع کردہ سندھی ادبی بورڈ کراچی۔

بیان کی گئی ہے۔ یعنی مصنف کا نام صدرالدین یعقوب مظفر کرمانی اور مرتب کا قبول قراخان ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ یہ فتاویٰ کس حکمران کے عہد میں معرض تصنیف میں لایا گیا۔ فیروز شاہ خلجی (۶۸۸ھ۔ ۶۹۵ھ) کے عہد میں یا فیروز شاہ تغلق (۷۵۲ھ۔ ۷۹۰ھ) کے عہد میں؟ پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے مجموعہ مخطوطات فارسیہ کی رو سے یہ فیروز شاہ خلجی کے عہد میں لکھا گیا اور اس کے بھتیجے اور داماد سلطان علاء الدین خلجی (۶۹۵ھ۔ ۷۱۶ھ) کے عہد میں قبول قراخان نے اس کو مرتب کیا۔ مگر بعض حضرات نے مولانا صدرالدین یعقوب مظفر کرمانی کو فیروز شاہ تغلق کے عہد کا فقیہ و مصنف بتایا ہے[۵۴] لیکن ان کی تصنیفات میں صرف "فتاویٰ فیروز شاہی" کا ذکر کیا ہے، "فتاویٰ قراخانی" کا کہیں نام نہیں۔ پھر جن حضرات نے ان کو فیروز شاہ تغلق کے عہد کے علما میں شمار کیا ہے انھوں نے اپنے مآخذ کا ذکر بھی نہیں کیا۔ میں نے بنیادی مآخذ کی طرف رجوع کیا تو فیروز تغلق کے عہد کے علما میں ان کا نام نہیں پایا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "فتاویٰ قراخانی" سلطان فیروز شاہ خلجی کے زمانے میں لکھا گیا اور سلطان علاء الدین کے عہد میں مرتب کیا گیا۔ کیونکہ تاریخ فرشتہ میں عہد علاء الدین خلجی کے جن بڑے بڑے علما کی فہرست دی گئی ہے اس میں مولانا صدرالدین کا نام بھی ہے[۵۵] البتہ ان کی کسی تصنیف کا ذکر نہیں۔ بہت ممکن ہے یہی بزرگ فتاویٰ قراخانی کے مصنف ہوں اور ان کا تعلق علاء الدین کے پیشرو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے بھی رہا ہو۔ علاوہ ازیں تاریخ فرشتہ میں علاء الدین کے امرائے دولت میں ملک قبول کا بھی ذکر ہے۔

مندرجات و مشمولات

مخطوطہ کی فقہی اہمیت اور تاریخی حیثیت کی وضاحت کے بعد اس کے مضامین اور مندرجات و مشمولات پر ایک نظر ڈال لینا ضروری ہے، اس سے معلوم ہوگا کہ ساتویں صدی ہجری کا ہندوستان علمی اور فقہی میدان میں کتنا آگے تھا اور برصغیر کے حکمرانوں کو فقہیات اور علما سے کس درجہ لگاؤ اور تعلق خاطر تھا پھر

---

۵۴ دیکھیے "سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات" از خلیق احمد نظامی۔ ص ۳۹۶۔ اور "ہندوستان کے سلاطین علما اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر" از سید صباح الدین عبدالرحمٰن ایم اے۔ ص ۱۲۱ و ۸۶۔

۵۵ دیکھیے تاریخ فرشتہ جلد اول، ص ۱۲۱۔

علما اور فقہا کا ذہن مختلف مسائل کے باب میں کتنا واضح اور صاف تھا۔ علاوہ ازیں وہ جس مسئلہ کو بیان کرتے اور جس موقف کی توضیح کرتے اس کے لیے اپنی تائید میں کیسے دلائل لاتے تھے اور ان کے سامنے کتنی کتابیں کھلی رہتی تھیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس دور کے عوام بھی فقہی مسائل سے خاص دلچسپی رکھتے تھے اور فہم مسائل میں علما و فقہا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اس دور کی فقہی عظمت اور علمی کیفیت کو واضح کرنے کے لیے ذیل میں مخطوطہ میں مندرج مختلف مضامین کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں پہلے مصنف کی اصل عبارت درج کی گئی ہے۔ پھر اس کتاب کی عبارت لکھی گئی ہے جس سے مصنف استدلال کرتے ہیں۔ پھر اس کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔

مباحث کتاب کا آغاز

تمہید و مقدمہ کے بعد کتاب کے اصل مباحث کا آغاز "کتاب الطہارات" سے ہوتا ہے۔ اس کی شکل یہ ہے کہ کتاب الطہارات کے تحت مصنف فرضیت وضو کے بارے میں فصل قائم کرتے ہیں۔ پھر قرآن پاک کی آیت درج کرکے استفتا و جواب کی صورت میں مسئلہ زیر بحث کی وضاحت کرتے ہیں۔ مصنف کی اپنی عبارت اس سلسلے میں یہ ہے:

کتاب الطہارات۔ فی فصل بیان فرضیۃ الوضوء۔ استفتاء۔ وضو بدیں آیہ قال اللہ تعالیٰ یاایہا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم الی آخرہا۔ ثابت شدہ است یا نے؟

جواب: شدہ است!

ترجمہ: کتاب الطہارات۔ فصل فرضیت وضو کے بیان میں۔ استفتاء۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں کہ یاایہا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم[۵۹] الی آخر الآیۃ۔ وضو کرنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہوتا ہے۔

ایک بات واضح ہونے کے بعد دوسرا سوال ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے جو خالص فقہی نوعیت کا ہے۔

---

۵۹ اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہو تو اپنا منہ دھو لیا کرو۔ الخ سورہ مائدہ آیت ۶

استفتار: سبب وجوب وضو نماز ست یا قیام سوئے نماز؟

جواب: نماز ست، نہ قیام سوئے نماز کہ اصحاب الظواہر می گویند۔

فی حاشیۃ الھدایۃ۔ اختلف المشائخ فی سبب وجوب الوضوء۔ قال اصحاب الظواھر سبب الوضوء القیام الی الصلوٰۃ بظاھر النص۔ وھذا فاسد لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی خمس صلوات بوضوء واحد۔ فی الینابیع والعقد علیہ الاجماع وعندنا سببہ الصلوٰۃ لقولہ تعالیٰ اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم یعنی اذا اردتم القیام الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم لاجل الصلوٰۃ لان مثل ھذا الکلام لافادۃ اثبات الثانی للاول کما یقال اذا دخلت علی السلطان فتزین ای لاجل الدخول علیہ۔[١٠]

ترجمہ: استفتار۔ وجوب وضو کا سبب نماز ہے یا نماز کے لیے قیام؟

جواب: نماز ہے، نماز کے لیے قیام نہیں، جیسا کہ اصحاب ظواہر[١١] کہتے ہیں۔

حاشیہ ہدایہ میں ہے۔ سبب وجوب وضو کے بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ اصحاب ظواہر کا کہنا ہے کہ سبب وضو قیام الی الصلوٰۃ ہے جیسا کہ نص (قرآن) سے ظاہر ہے لیکن یہ غلط ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔[١٢] ینابیع میں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ ہمارے نزدیک مقصد وضو نماز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم" یعنی جب تم نماز ادا کرنا چاہو تو نماز کے لیے "فاغسلوا وجوھکم" (اپنے چہروں کو دھو لیا کرو)۔ بات اصل میں یہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ مقصد ثانی کو اول کے لیے ثابت کرنے کا افادہ حاصل ہو جائے۔ مثلاً جب یہ کہا جائے کہ جب تو بادشاہ کی خدمت میں حاضری دے تو

---

١٠ ورق ١٠٥

١١ اس سے امام داؤد ظاہری (متوفی ٢٧٠ھ) اور ان کے پیرو مراد ہیں جو کتاب و سنت کے ظاہر الفاظ کو ہی لائق اعتنا اور قابل عمل گردانتے ہیں۔

١٢ مطلب یہ کہ اگر وضو کا مقصد قیام الی الصلوٰۃ ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے الگ الگ وضو کرتے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ مقصد وضو نماز ہے۔

بن سنور لے، تو اس کا مقصد یہ ہو گا کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضری دینے کے لیے اپنی زیب و زینت کرو نہ کہ محض بادشاہ کے لیے (تو اس سے مقصد ثانی ثابت ہوا یعنی بادشاہ کے پاس حاضری باعث زیب و زینت ہے)۔

تعزیر

حد کے سلسلے میں بادشاہ، قاضی اور والی کے اختیارات پر بحث کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

استفتار: اگر بر مردے شرعاً حد واجب شد، بعدہ بادشاہ یا قاضی یا والی مصلحت دیدند کہ تعزیر او بکال کنند شرعاً جائز باشد یا نے؟

جواب: باشد۔ واللہ اعلم۔

فی فتاوی الخلاصۃ: والتعزیر بالمال ان رائی القاضی والوالی للمصلحۃ جاز۔

وفی الذخیرۃ عن ابی یوسف رحمہ اللہ ان التعزیر من السلطان باخذ المال جائز۔

ترجمہ: استفتار۔ اگر کسی شخص پر اجرائے حد واجب ہو جائے، لیکن اس کے بعد بادشاہ یا قاضی یا والی بر بنائے مصلحت اس پر مالی تعزیر عائد کرنا چاہیں تو کیا شرعاً یہ جائز ہو گا یا نہیں؟

جواب: جائز ہو گا۔ واللہ اعلم۔ (باقی آئندہ)

مسلم ثقافت ہندوستان میں

از مولانا عبد المجید سالک مرحوم

اس کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے برّ عظیم پاک و ہند کو گزشتہ ایک ہزار سال کی مدت میں کن برکات سے آشنا کیا اور اس قدیم ملک کی تہذیب و ثقافت پر کتنا وسیع اور گہرا اثر ڈالا۔

قیمت ۱۲ روپے

ملنے کا پتہ

سیکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور